قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم واللہ یعطی

تحفۂ لحمیہ

از افاضات حامی اساطین الموحدین ماحی اساطیر الملحدین حجۃ اللہ علی الخلائق کاشف
اسرار المعارف والحقائق مظہر کمالات السلف الصالحین وارث علوم سید الانبیاء
والمرسلین جامع الفیوض والبرکات قاسم العلوم والخیرات سیدنا و مولٰنا محمد قاسم
انار اللہ برہانہ وافاض علی العالمین برہ واحسانہ

باضافہ

عنوانات و فہرست مضامین مرتبہ احقر محمد طیب عفا اللہ عنہ

باہتمام خود و برادرم مولوی محمد طاہر صاحب نے مطبع قاسمی دیوبند میں طبع کراکر
دار العلوم دیوبند سے شائع کیا

فہرست مضامین رسالہ تحفۃ اللحمیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبشیر

نہایت ہی ذوق و رغبت کیساتھ بار بار یہ خیال اکابر و اصاغر کی زبانوں پر آتا رہا ہے کہ حضرت قطب وقت آیۃ من آیات اللہ مولانا محمد قاسم الخیرات قدس سرہ کی تصانیف جمیلہ جسطرح اپنے معنوی حسن و خوبی کے سبب بے نظیر ہیں کاش اسیطرح وہ ظاہری زیب و زینت، حسن طبع، خوبی کاغذ اور نزاکت قلم میں بھی اپنی نظیر خود ہو جائیں۔ اس خیالی حرکت نے اپنے انتہائی مراحل طے کر لئے اور وہ بجائے خیالی کے ایک وجودی چیز بن گئی۔

موتمر الانصار کی جمعیت نے حضرت مرشدی و استاذی شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہ کی سرپرستی میں حجۃ الاسلام سے اس پاکیزہ سلسلہ کا آغاز کیا جس سے کفش بردارانِ قاسمی و دلدادگانِ اسرارِ علمی کی اشکشوئی ہو گئی۔ لیکن زمانہ کی نامساعدۃ نے اس مبارک سلسلہ میں ایک طویل و عریض فترۃ حائل کر دی اور بجائے واقعہ کے پھر یہ سلسلہ خیالی رہگیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد قدیم عزائم و آرا شوق و رغبت کی مدد سے پھر اُبھرنے لگے اور تمناؤں کا اظہار شروع ہوا۔ اس احقر نے بحول اللہ و قوتہ اس مبارک سلسلہ کی تکمیل کا اسی انداز پر ارادہ کیا ہے جسطرح وہ حضرت استاذی و مرشدی قدس سرہ کے عہد حیات میں شروع ہوا تھا۔

صد شکر کہ جس مبارک سلسلہ کا پہلا نمبر فیصل اول یعنی حجۃ الاسلام کی صورت میں نور افزائے نظر ہوا تھا اُسی سلسلہ کا دوسرا نمبر تحفہ لحمیہ کے لباس میں آج آپ کے سامنے آرہا ہے۔ تصحیح و تحسین طبع اور موزونیت تقطیع کا کامل لحاظ کیا گیا ہے بسیط مضامین کے سہل الوصول بنانے اور باسانی متفرق مضامین کو تلاش کرنے کے لئے عنوانی نشانات اضافہ کر دئے گئے ہیں۔ اور یہی وہ طرز ہے کہ جسپر کل تصانیف انشاء اللہ آپ کے سامنے آئینگی۔

یہ صحیح ہے کہ اتنا دقت خیز اور مشکل سلسلہ کسی وقیع، شاندار اور مشہور قلم سے حد تکمیل کو نہیں پہنچ رہا ہے۔ تاہم اگر ایک غیر مشہور اور کم مایہ ہاتھ سے ایک چیز پردۂ عدم سے چہرہ نکال سکتی ہے اور کم از کم خیالی وجود سے واقعی وجود کا لباس پہن سکتی ہے تو ایسے دست و قلم کی یہ حرکت یقیناً اس کی کم مائی اور بے بضاعتی کے لئے کافی تدارک ہے و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب۔

محمد طیب عفا اللہ عنہ (دار العلوم دیوبند)

قال النبی صلعم
نعم الله اسلام کفی بها نعمتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوشت خوری کی ممانعت پر بڑی سے بڑی دلیل

جو لوگ گوشت کھانے کو بہت بُرا جانتے ہیں اُن کے پاس بجز اس کے کوئی دلیل نہیں ہے کہ ظاہر میں ذبح کرنا جانوروں کا ظلم معلوم ہوتا ہے اور ظلم ہر مذہب و ملت میں بلکہ ہر کس و ناکس کی نزدیک بُرا ہے۔ پس باوجود اس کے نہیں معلوم کہ کھانیوالے کیوں ہزاروں جانوں کو تلف کر کے ایک اپنا دل خوش کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے کہ ایک مخلوق کی مخلوق پر اسقدر جفا کہ اُس سے زیادہ اور کیا ہوگا کرتے ہیں۔

جوابی مضمون کی تمہید

واقعی یہ دھوکا ایسا ہی کہ ایک دفعہ تو اچھے عقلمندوں کو بھی بچلا دیتا ہی پس ان حضرات کو اگر خدائے تعالی اعقل سلیم اور نظر انصاف عنایت فرمائے تو صاف معلوم ہو جائے کہ اس کو ظلم سمجھنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص جسکو سونے اور پیتل اور بلور اور پھٹک اور زمرّد اور سبز کانچ کی تمیز نہ ہو اور سونے اور بلّور زمرد کی کان پر جائے اور دیکھے کہ ہزار ہا سُنار اور جوہری گودیں بھر بھر لئے جاتے ہیں پر اپنی بے تمیزی سے

سونے کو پیتل اور بلور کو پھٹک اور زمرد کو سبز کانچ سمجھ کر چھوڑ دے اور اٹھا لینے والوں پر
اعتراض کرے۔ سو ایسوں ہی کے حق میں کہا ہے ؎ مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ؛
مناسب تو یوں تھا کہ یہ بھی اُن کا اتباع کرتا اور جانکاروں کو طلبگار دیکھ کر اپنی سمجھ کو غلط

عالم کی کثرت گوشت خوری کی طرف ہے

سمجھتا تو محروم نہ رہتا۔ دستور عام ہے کہ جسطرف زیادہ عاقل ہوتے
ہیں اسی طرف عقل کی بات ہوتی ہے۔ پھر تماشا ہے کہ
سارا جہان تو ایک طرف ہو یہانتک کہ ہندوؤں میں سے بھی بہت سی قومیں پھر بھی

بہت سی اقوام ہنود بھی گوشت خور ہیں

اہل ہنود گوشت کھانے کو ظلم اور کھانیوالوں کو ظالم سمجھیں اور اپنی
وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاویں۔ اس سے زیادہ اور کیا
ناحق شناسی ہوگی۔
منصف کے نزدیک تو یہی بات بہت ہے پر مزید توضیح کے لئے اتنا اور بیان کیا جاتا ہے

ظلم کی حقیقت

کہ ظلم کے معنے نہ فقط ایذا رسانی ہے ورنہ سانپ اور بچھو اور شیر کا مارنا بھی
جو سب کے نزدیک بالاتفاق ہندو ہوں یا مسلمان جائز ہے بلکہ بعض موقع پر واجب یقیناً
حرام ہو جاتا۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کسی غیر کی چیز کو گو کسی کام کی نہ ہو اُس کی بے اجازت
اپنے تصرف میں نہ لاؤ اپنی چیز کا اختیار ہے جلاؤ یا پھونکو توڑو یا موڑو اسی لئے اگر کوئی کسی کے
پھٹے پرانے کپڑے کو پھاڑ دے تو ہر کوئی ظلم کہہ کہہ کے جینے سے تنگ کر دیتا ہے۔ اور اگر
وقت ضرورت کے کوئی شخص اپنے کشمیری دوشالہ کو بھی جلا کے کھانا پکا لے یا دوسرے کو

اپنی ملک میں تصرف کرنا ظلم نہیں

پکانے کو دیدے بلکہ بے ضرورت بھی اگر ضائع کر دے

یا کرادے تو کوئی ظلم نہیں کہتا خود کرے یا دوسرے سے کرنے کو کہے۔

سو جب ہم بیع و شرا و اجارہ و وصیت اور وراثت کے سبب ان اشیاء کو اپنا خیال کرتے ہیں اور اُن خیالی باتوں پر آپس میں کیا کیا حجتیں ہوں کہ الٰہی پناہ باوجودیکہ عقلاً سب انسان سب چیزوں میں برابر نظر آتے ہیں اس صورت میں اگر خداوند کریم بھی جس نے ہمیں اور سب چیزوں کو بنایا ہے جہان کو اپنا کہے اور گائے بھینس بکری وغیرہ کو اپنا کرکے اپنی اشرف المخلوقات کو اجازت دے کہ انکا گوشت تمہارے کارآمد ہے کھاؤ اور مزے اڑاؤ پر حد سے باہر جاؤ تو فرمایئے کیا گناہ ہے اور کونسی تقصیر ہے

خدا تعالیٰ کو بوجہ ملک کامل تمام کائنات پر ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہے

گر طمع خواہد ز من سلطانِ دیں   خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

بلکہ دیکھئے تو یہ احسان باعثِ زیادتی اطاعت و موجب ترقی محبت الٰہی کا ہوگا جب یہ نعمت ملیگی تو شکر الٰہی زبان پر جاری ہوگا اور یاد آئیگا کہ ہم اور یہ سب برابر تھے فقط عنایت الٰہی نے ہمیں اشرف اور انہیں کمتر کرکے ان کو ہمارے کھانے اور پینے اور سواری اور بوجھ اُٹھانے کے لئے ہمارا مسخر بنا دیا اگر اُلٹا کر دیتا تو کون اس کا مانع تھا باقی انسان کا اشرف ہونا ایسا نہیں جو کوئی نہ جانتا ہو ہاں اگر کوئی ہماری بدتشکی کے لیے اپنی ناک کٹائے اور گئو بھینس بکری کو انسان سے افضل کہے تو انسان سے تو کیوں افضل ہوں گے البتہ ایسے جاہل سے گائے بکری چھوڑ گدہا بھی افضل ہے سو ایسوں سے ہمارا کلام نہیں۔ بندہ انصاف والوں سے

گوشت خوری ظلم نہیں بلکہ موجب زیادۂ اطاعت ہے

کام رکھتا ہے۔

الحاصل جب انسان افضل ٹھہرا اور بملاحظہ منافع کثیرہ جو باتفاق اطباء عالم گوشت

گوشت خوری از روی طب بھی کثیر المنافع ہے

میں موجود ہیں گوشت انسان کے بہت کارآمد نکلا اگر خداوند کریم
اُس کے کھانے کی اجازت نہ دے تو اس کو حکیم کون کہے۔ بلکہ
اُس میں اور اُس شخص میں کیا فرق ہو جس کے گھر میں بچے بھوکے مرتے ہوں پر باین خیال

مانع گوشت کی مثال

کہ اگر ان کے ہاتھ میں روٹی دونگا تو یہ روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دینگے۔ کھا کر کھائیکا پاخانہ بنا دینگے۔ اس ظلم کے خیال میں اُس ظلم کو گوارا رکھے اور بچوں کو
روٹی دھری دھرائی سے ترسائے الغرض بنظر شفقت اور مالکیت الٰہی اور افضلیت انسانی
کیا بعید ہے کہ گوشت حلال ہو۔

گوشت ہر مذہب میں جائز ہے

اور ظاہرا یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب و مشرب میں اس کا رواج ہے
ہنود میں بھی بہت سی قومیں اوروں کی شریک ہیں بلکہ خود تو خود
اپنے معبودوں کے لئے بھی مثل دیبی وغیرہ بکروں کا جھٹکا کر کے نذر گزارتے ہیں شاید

مذاہب عالم اور عامہ اقوام ہنود میں بڑی نذر اور بڑا شکر خون ہے

بہت ہی عمدہ سمجھتے ہوں گے جو معبودوں کے لئے تجویز کیا۔
اور جو شاستر سے واقف ہیں اور بید پران کو جانتے ہیں وہ
جانتے ہیں کہ جسوقت کہ برہمن زادہ تحصیل علم کر کے گھر آتا تھا
گئو کی قربانی کر کے کچھ کیا کرتے تھے سو اگر اس بات کو ظلم یا حرام جانتے تو ایسے وقت شکر
میں جو اچھے کاموں اور عبادتوں کا وقت ہی ہرگز نہ کرتے بلکہ نام سے بھی برا مانتے۔

اور اگر بالفرض یہ نقل غلط ہو تو اس سے زیادہ اب ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں ایسے بہت کم ہونگے

ہنود پر ایک زبردست الزام

کہ چمڑے کی جوتیاں نہیں پہنتے۔ گوشت کھانے میں تو تعظیم بھی تھی فقط ایک ایذا کے خیال سے جی کھٹکتا تھا۔ جوتیاں بنانے میں فرمائیے کونسی تعظیم ہی یہ وہی مثل ہی کہ گڑ کھائیں پر گلگلوں کا پرہیز۔ کوئی بہت کہے تو یہ کہے کہ یہ ہمارے دین کی بات نہیں یونہی ایک رسم پڑ گئی ہی سو یہ وہی بات ہی کہ عذر گناہ بدتر از گناہ کیونکہ مسلمان اگر ایسے کام کرتے ہیں تو بزعم خود خدا کا کہا کرتے ہیں ہندؤں کو کس بلانے گھیرا کہ بے وجہ بے سہارے اسقدر گئو کی اہانت کرکے مسلمانوں کے منھ دکھلانے کے لائق نہیں رہتی سو خیر یہ کہانی کہاں تک کہئے۔ اصل مطلب کو کان دھر کر سنئے۔

خدا تعالے کی شفقت اور انسان کی افضلیت حلت گوشت کی لم ہے

جب خدا حکیم شفیق اور انسان افضل المخلوقات ٹھیرا اور گوشت کا نافع اور لذیذ ہونا متقرر ہو چکا اور اُس کیساتھ ایک جہان کے جہان کو اول سے ابتک گوشت کھانے اور حلال کہنے پر متفق اللفظ سنا اور دیکھا اور اُن کے مقابل میں فقط ہنود کو جو باعتبار مقدار کے عشر عشیر بھی نہ ہوں گے اور

مانعین و معترضین اپنے علم و فہم اور عقل و تعداد میں موافقین کے عشر عشیر بھی نہیں

باعتبار عقل اور علم اور رسوم اور عادات اور بلند ہمتی کے ہمسنگ پاسنگ بھی نہیں ایک مانع دیکھا تو عقل سلیم نے ان سب وجوہ مذکورہ پر نظر کرکے یوں سمجھا کہ گوشت کی حلت میں تو کچھ شک نہیں پر ایسا بھی نہ چاہیے کہ ہر دم و ہر لحظہ گلے کے گلے پر طور بطور چھری لئے تیار رہیں اور مثل شیران بیشہ ہر طرح خونخواری ہی سے کام ہو۔

آداب ذبح اور اس کے اسرار عقلیہ

ہاں اگر ذبح کرنا منظور ہو تو اول بے نیازی الٰہی یاد کریں اور اپنے دل میں کہیں کہ اگر ہمارے واسطے ذبح کا حکم دیکر دوسروں کے واسطے ہمیں حلال کرتا تو ہم اس کی ملک تھے اب جو اس نے ہمارے لئے انہیں حلال بنایا تو

کل کائنات خداتعالیٰ کی ہے اسلئے اُس کے نام پر نثار ہونی چاہئے

چاہئے کہ اُسی کے نام پر ہم یہ کام کریں اور اُس کی جان سمجھ کر بطور نثار اُس کے لئے قربان کریں۔ سب جانیں اُس کی ہیں اسی کے نثار ہونی چاہئیں انسان اپنی موقع پر وقت پاکر اُس کی راہ میں سر کٹائیں مال لٹائیں اور مارے جائیں اور اپنے پاک پاک اور طیب جانوروں کو اُس کے

جہاد بالنفس و بالمال اور ذبیحہ اسلامی میں مناسبت

نام پر نثار کریں اور اُن سے ہاتھ اُٹھائیں پھر اُن کے گوشتوں کو خدا کے نام کی برکت اعتقاد کرکے بہت رغبت سے کھائیں اور ان کی کھالوں اور ہڈیوں کو استعمال میں لائیں۔

یہ بات ہر چند سردست اُن لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیگی جن کے دلوں میں سالہا سال سے گوشت کی بُرائی جمی ہوئی ہے وہ مثل ہے کہ کسی ہندو پیر سال نے وقت تقاضائے اسلام کسی مسلمان مجاہد سے کہا تھا کہ میاں ستر برس کا رام جی میں بیٹھا ہوا نکلتے ہی نکلتے نکلے ہے لیکن جو لوگ اپنی خو اور عادت سے الگ ہو کر ان وجوہ مذکورہ پر بنظر غور سے مقولہ ہنود اور اہل اسلام میں محاکمہ کریں گے تو اس کے سوا اور کیا کہینگے کہ گوشت کا کھانا اگر بوجہ ظلم و تعدی نادرست ہوتا تو قطع نظر وجوہ مذکورہ کے سواری اور جانوروں پر لادنا پھاندنا اور اُن کو بجبر مقید اور محبوس رکھنا بھی ناروا ہوتا

گوشت خوری کا اک الزامی جواب

تھوڑے بہت کا فرق ہے قتل اگر گناہ کبیرہ ہے تو مارنا پیٹنا

قید رکھنا کچھ ثواب نہیں ہوجاتا۔

الغرض ناچار یہی کہنا پڑیگا کہ انسان کو خدا تعالےٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور

اشرف کے لئے ادنے کا استعمال عین فطرۃ ہے

اشرف کے لئے ادنی کا استعمال میں لانا قاعدہ عام ہو یہی مسلمان کہتے ہیں کہ اشرف المخلوقات کے لئے اُس نے مناسب نامناسب دیکھکر اجازت کھانے پینے اور استعمال میں لانے کی دی ہے اور رفع شبہہ کے لئے ہزارہا مثالوں سے اس عالم کو بھر دیا اگر اسوجہ سے اسی عالم کو عالم مثال کہیں تو بجا ہو کیونکہ تمام عالم کے کاروبار اُس کی خدائی کا نمونہ ہیں آخر کون نہیں جانتا کہ اچھے مکان کے

کاٹ تراش اور توڑنا پھوڑنا ہرجگہ ظلم نہیں

بنانے کے وقت اینٹوں کو کیسا کیسا تھوڑ پھوڑ گھڑ گھڑ کے لگاتی ہیں مکان اور اہل مکان کو اینٹوں سے افضل سمجھا تو یہ ستم اینٹوں پر روا رکھا استنجے کیواسطے کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ اینٹ یا سنگ ہوسی یا سنگ مرمر یا زمرد یا یاقوت یا لعل کو گھڑ کے اور بیل بوٹے ان پر تراش کے تیار کرکے رکھتا ہو۔

الغرض جب یہ قاعدہ ہنود کے نزدیک بھی مسلم ٹھہرا تو پھر کیا وجہ ہے کہ مثل جوتیاں پہننے اور بجبر سوار ہونے اور لادنے پھاندنے کی اہل اسلام کے گوشت کھانے میں شریک نہیں ہوتے اور مع ہذا باوجودیکہ بملاحظہ رسوم مذہبی اور اطوار عبادات اور شعار بزرگان اہل اسلام کے اکثر لوگ اس دین کو پسند کرتے ہیں ایک ظاہر کی کم فہمی پر آنکے اہل اسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور شرف

ہنود کا اعتراض کسی دلیل پر مبنی نہیں بلکہ کم فہمی یا عنادپر

اسلام سے محروم رہجاتے ہیں۔ اگر سمجھ کا فرق تھا تو یہ اس کا جواب ہے اور اگر برادری کا خوف ہے تو خدا خوف کے لئے کچھ

برادری سے کم نہیں ہاں اگر اہل اسلام آدمی کا کھانا آدمی کے لئے درست بتاتے اور آدم خوری کراتے تو ہم بھی کہتے کہ ہندو بیچارے سچ کہتے ہیں یہ عقل میں نہیں آتا کہ خدا کے گھر سے ایسا

گوشت کو بالکل قبول نہ کرنا نخوت اور قلت محبت الٰہی ہے

نازیبا حکم آئے۔ بلکہ خدا کے جاہ وجلال اور جمال پر اگر نظر کریں اور اپنی بندگی اور عاجزی کو دیکھیں اور پھر تصوّر کریں کہ اُس نے یہ نعمتیں ہمارے لئے بنائی ہیں تو قطع نظر اس کے کہ ان نعمتوں کا قبول نہ کرنا قلتِ محبت اور کثرتِ غرور و نخوت پر بمقابلہ خدا تعالےٰ کے دلالت کرتا ہے اور مضمون بندگی اور فرمانبرداری سے بہت بعید ہے اور قاعدۂ عشق اور محبت سے کہیں دور۔ اندیشہ اسکا ہے کہ کہیں موردِ عتاب نہ ہو جائیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ادنےٰ سے نوکر کو کچھ مٹھائی یا روٹی

مانع گوشت کی سوءِ فہم پر ایک واضح تمثیل

وغیرہ عنایت کرے اور فرمائے کہ کھاؤ اور وہ بایں خیال کہ اگر کھاؤنگا تو یہ بادشاہ کی جیب سے اس کی ہیئت بگڑ جائیگی ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو کر خراب ہو جائیگی اور پیٹ میں جا کر کچھ کا کچھ بنجائیگا انکار کرے اور نہ کھائے اور غنیمت سمجھکر سر و آنکھوں پر نہ دھرے بلکہ اُلٹا پھیر دے تو اس بادشاہ کو کیا اچھا معلوم ہوگا۔

الغرض بنظران چند کلیات کے جو اس کلام میں ملحوظ ہیں صاف ہویدا ہے کہ گوشت بے شبہ حلال ہے اور اس کا بالکل ترک کر دینا اچھا نہیں اس بات کو جو دیکھا تو اہل اسلام کے مذہب کے بالکل مطابق پایا جاتا ہے چنانچہ مردار کا نہ کھانا اور بہت سے ایسے جانوروں کا جن میں

مردار اور حرام جانوروں کے ممنوع ہونے کی حکمت

ناپاکی یا کوئی خوئے بد غالب معلوم ہوتی ہے صاف کہئے دیتی ہے کہ ان کے مذہب میں اس بات پر لحاظ ہے کہ اگر خدا کا نام نہ لگا ہو

حلال جانور کے گوشت کا نعمت ہونا خدا کے نام لگنے پر موقوف ہے

اور اس کیلئے جاں نثاری نہ ہوئی ہو تو قطع نظر اس کے کہ خون اس کام کر گوشت و پوست میں رل ملگیا اور اپنا سا ناپاک سب کو بنا دیا اب نعمت نہ رہی بلکہ نقصان کی چیز بن گئی تو وہ بے برکت ہے۔ اور اُس میں سے کچھ اپنے معبود محبوب کی بو نہیں آتی۔

حرام جانور ذاتی نجاست کے سبب خدا کے نام لگنے کے قابل نہیں اسلئے وہ کسی وقت بھی نعمت نہیں۔

اور ایسے ہی اگر کسی روح کو بسبب ناپاکی یا کسی اور برائی کے قابل نذر خداوندی کے نہیں جانتے تو اپنے لئے بھی اُسکو حرام سمجھتے ہیں کیونکہ اپنا کھانا تو طفیل میں اپنے معبودِ

ہمارا ہر کھانا بطفیل حق تعالےٰ ہے۔

محبوب کے سمجھتے ہیں اور باایںہمہ جو چیز خود گُم ہی ہے وہ دوسرے کو کیا نفع دیگی بلکہ موافق قاعدۂ تاثیر دوا و غذا کے جواس میں اثر ہے وہی اثر کریگی پس اس صورت میں گوشت کا نعمت ہونا بھی جو اصل اور لم اور وجہ حلت کی تھی ہی

حلت گوشت اس کے نعمت ہونے پر مبنی ہے نہ فقط خواہش نفسانی پر

نہ رہی ورنہ اگر یہ ستمگری فقط بتقاضاے خواہش نفسانی ہوتی تو کون مانع تھا کہ سُور کتے بلی وغیرہ کو چھوڑ دیتے فقط یہی خیال رہا کہ نہ یہ قابل نثار کرنے خداے جل شانہ کے ہیں اور نہ کوئی نعمت ہیں۔ بلکہ اگر فرض کرو کہ آدمی سب کھانے لگیں تو جیسی سُور میں بیحیائی ہے کہ اپنے

ہر جانور کے گوشت میں اُس کے خصائل سرایت کئے ہوے ہیں

جوڑے سے اگر کسی کو جفتی کرتے دیکھتا ہے تو اور جانوروں کیطرح کچھ اس کو غصہ نہیں آتا اسی طرح سور خوروں میں بھی یہی پیدا ہوگا اور کسی کو ان میں سے ماں بہن جورو بیٹی کی غیرت نہ رہیگی اور جیسے اس کو صبح سے

شام تک ناپاکی میں گزر جاتا ہے اور لحظہ کو نہیں گھبراتا دنیا گندی سے اُنکا دل بھی نہیں گھبرائیگا

عبادت طہارت دل پر اور طہارتِ دل طہارتِ غذا پر موقوف ہے

اور خدا کی عبادت کا وا سطہ تو ہفتہ میں ایک دن بھی نہ آئیگا۔ کیونکہ خدا کی عبادت اور یاد دلِ پاک سے ہو سکتی ہے ناپاک اُس سے گھبراتا ہے ع کند ہمجنس باہمجنس پرواز۔

الغرض جو منصف اور بیدار مغز ہیں وہ ایسے فرق خوب سمجھتے ہیں اور مجموعۂ اہل اسلام کو اور مجموعوں سے نسبت دیکر اوسط نکال لیتے ہیں اور بملاحظۂ کثرتِ عبادات جو مسلمانوں میں دیکھتے ہیں سمجھ جاتے ہیں کہ اوروں کی نسبت اکثر دل پاک ہیں تو مسلمانوں ہی کے ہیں اور اسی طریقے سے رفتہ رفتہ ان کی عقل کو یہانتک رسائی ہو جاتی ہے کہ ظاہرا یہ

نتائج و ثمرات کی خوبی احکام کی خوبی پر موقوف ہے

ثمرہ خوبی احکام کا معلوم ہوتا ہے۔ مثل ہے کہ جیسا بیج ویسے ہی پھل پھول

یہاں ع ایک اور بات قابل بیان کرنے کے ہے کہ بیان مذکورہ بالا اُسوقت درست ہو کہ ہندو اور مسلمانوں سے بحث پڑے لیکن یہ تقریر اسوقت کارآمد نہیں کہ کوئی شخص جو کسی دین کا پابند نہیں گوشت کھانے پر اعتراض کرے کیونکہ اُس کے سامنے یہ کہنا کہ خداوند کریم نے اپنی مخلوقات میں سے اشرف کو انعام کے استعمال کا حکم دیا ہے خواہ اُن کو لادنے پھاندنے

ع یہاں سے آخر تک جسقدر بھی مضمون ہے وہ حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ کا نہیں ہے، بلکہ بطور ضمیمہ کے جامع العلوم مخزن الفنون حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا اور کسی بزرگ کا اضافہ فرمایا ہوا ہے اسکا علم ایک یادداشت سے ہوا جو حضرت نانوتوی قدس سرہٗ نے اپنے قلم سے اپنے مملوکہ نسخہ تحفہ لحمیہ پر تحریر فرمائی تھی جو محفوظ ہے محمد طیب غفرلہ

میں کام میں لاویں یا گوشت کھانے میں تو ایسا شخص اس جواب پر قانع نہ ہوگا اسلئے کہ
ملحد تو خود خدائے تعالےٰ کے قائل نہیں ہوتے تو پھر اُس کے حکم کو اُن کے سامنے بیان کرنا

تمام ادیان سے قطع نظر کرکے محض عقل بھی گوشت خوری کی مؤید ہے

بیفائدہ ہے بلکہ اُن کے لئے کوئی عقلی دلیل چاہیے جس میں
اُن کو بھی مجال دم مارنے کی نہ ہو اس لئے ہم یہاں ایک
مختصر دلیل عقلی بھی لکھے دیتے ہیں تاکہ اس قسم کے لوگوں
کے لئے کارآمد ہو وہ یہ ہے کہ جہان کے جانداروں میں ایک وضع خلقی پائی جاتی ہے کہ

گوشت خوری پر اک فلسفیانہ استدلال

اُس وضع کو امور دنیاوی میں بہت دخل ہے مثلاً گھوڑے کی استعمال کا
طور لگام دینے اور پشت پر بوجھ لادنے سے ہے۔ اور بیل کی کام میں
لانے کا طور ناتھ ڈالنے اور گردن پر جوا رکھنے سے۔ اگر اس کے خلاف کیا جاتا ہے تو جانوروں کی
صورت بگڑ جاتی ہے اور یہ محتاج بیان نہیں جن لوگوں نے دھوبیوں اور سقوں کے بیل
دیکھے ہونگے وہ خود سمجھ لینگے اسیطرح ہر ایک کے لادنے کا طور جدا ہے۔ گھوڑے کو کھڑا ہوا
لادتے ہیں اور اونٹ کو بیٹھا ہوا غرض کہ جتنے جانور ہیں اُن کی وضع جبلی کے لحاظ سے ہر ایک
قسم میں وہ بات پائی جاتی ہے جو دوسرے میں نہیں اب اگر ہر جاندار کی خوراک پر لحاظ

خلقی وضع کو غذا میں بھی دخل ہے

کیا جاتا ہے تو یہ بھی پرند اور چرند میں مختلف وضع کے لحاظ سے مختلف ہوتی
ہے۔ مثلاً پرندوں میں جن کی نوک ترچھی ہے اُن کی خوراک گوشت ہے
اور جن کی نوک سیدھی ہے وہ گوشت کے گرد نہیں پھرتے اور اگر اس قاعدہ سے ایک دو
پرند مستثنیٰ ہوں تو وہ ہمارے مطلب میں مخل نہیں۔ اور چوپایوں میں گوشت خوروں کی یہ

وضع رکھی گئی ہے کہ اُن کے دو کیلے اور ڈاڑھیں کچھ گول ہوتی ہیں اور جن کی خوراک گھاس
وغیرہ ہے اُن کی ڈاڑھیں چپٹی ہوتی ہیں۔ گو بعضوں کے نیش مثل کیلوں کے ہوتے ہیں
جیسے اونٹ کے یا گھوڑے کے مگر داڑھوں کی شکل گائے بیل اور اونٹ کی یکساں ہے
اور یہ ایسی پہچان ہے کہ اگر چوپایہ سامنے نہ ہو صرف اُس کی ڈاڑھیں پیش کیجائیں تو پہچان سکتے
ہیں کہ اس کی خوراک گوشت ہے یا گھاس۔

گوشت خوری انسان کی فطرۃ ہے

پھر چونکہ آدمی بھی ایک جاندار غیر پرندہ ہے تو اس کی ڈاڑھوں کے
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مثل اُن جانوروں کے ہیں جو گوشت کھاتے ہیں گھاس کھانیوالوں
کے سے نہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس کی وضع جبلی گوشت کھانے کو مقتضی ہے اور
اسی وجہ سے تمام دنیا میں کوئی ملک ایسا نہ پاؤ گے جس کے باشندے بالکل گوشت کے تارک ہوں۔

کوئی ملک گوشت خواروں سے خالی نہیں

باقی رہا یہ کہ اہل اسلام ذبح کر کے کیوں کھاتے ہیں اگر وضع جبلی کا لحاظ ہے تو
مثل اور جانوروں کے فرق مذبوح اور جھٹکے اور مردہ کا عبث ہے اسکا جواب عقلی

ذبح کرنیکی فلسفی علت

ہے کہ ذبح کیا ہوا جانور لذیذ زیادہ ہوتا ہے اور یہ امر اُن لوگوں پر مخفی نہیں جو دونوں قسم کی
جانور کھاتے ہیں بہت غیر مذہب کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ اپنے کھانیکے لئے جانور کو ذبح کرالیتے ہیں اگر اس میں کچھ لذت
زیادہ نہوتی تو وہ یہ حرکت کیوں کرتے علاوہ ازیں منصف مزاج بیان بھی کر دیتے ہیں کہ اس صورت خاص سے ذبح

غیر اقوام کو لذت ذبیحہ کا اعتراف ہے

ہونیسے لذت زیادہ ہوتی ہے اور جو متعصب یا بےعقل ہیں وہ اپنی ہی کاٹسنگی اور مرغی کی ایک
ٹانگ بتائینگے سو ہمیں اس باب میں کچھ سینہ زوری کرنی نہیں جو سمجھے وہ سمجھے جو اسپر بھی نہ سمجھے اُسے خدا سمجھے آمین آمین آمین

والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

تمام شد